Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 19
Vol 5 (1) Jan-March, 2019 pp.19-36.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).
DOI: https://orcid.org/0000-0001-5767-6229

SOCIAL TRAINING OF INDIVIDUAL IN THE LIGHT OF THE BIOGRAPHY OF THE HOLY PROPHET.

فرد کی معاشرتی تربیت سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Ijaz Hussain[1], Dr. Hafiz Fida Hussain[2], Prof. Dr.Abdul Ghafoor Awan[3]

ABSTRACT- *The training of the individual is very necessary in the existing crisis-riden world where people are fighting with one another on minor issues. The Holy Prophet (MBPUH) emphasized on the moral training of male and female children to enable them to become good citizens of the society and can contribute in its development. Every individual must know his rights and obligations so that he can exercise his rights within the limits prescribed by Islam.*

Tupe of study: ***Original research paper***

Paper received: 18.08.2018
Paper accepted: 14.11.2018
Online published: 01.01.2019

---

1. M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab. ijazhussain20578@gmail.com
2. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab. doctorfidahussain@gmail.com. Cell # 03217321173.
3. Dean, Faculty of Management and Social Studies, Institute of Southern Punjab. ghafoor70@yahoo.com. Cell # +0923016015051.

فردکامفہوم

فرد عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے لغوی معنی تنہا ہونا،یا اکیلا ہونا کے ہیں ۔لغت القاموس الوحید میں اس لفظ کی اصطلاح اس طرح مستعمل ہے،فَرَدَ۔فُرُودًا، تنہا ہونا،یکتا ہونا ۔بالامرِ والرءی،کسی معاملہ میں منفرد ہونا،الگ رائے رکھنا ، کسی غیر کے ساتھ شریک نہ ہونا ۔**اَفرَدَت اُنثَی الحیوَانِ**۔مادہ جانور کا ایک بچہ جننا،ھِیَ مُفرِد۔حدیث میں اس لفظ کی اصطلاح اس طرح سے ہے۔**طُوبیٰ للمُفرِدینَ، فَردا برایۃ**۔ہٹ دھرم،اپنی رائے پر چلنا ،دوسرے کی بات نہ ماننا۔

الاِفرَاد: نحو میں تثنیہ یا جمع نہ ہونا ، واحد ہونا۔

ارشاد ربانی ہے

رَبِّ لَا تَذَرنِیَ فَردًا وَّ اَنتَ خَیرُ الوٰرِثِیْنَ.(1)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ،اور تو سب سے بہتر وارث ہے

رئیس المؤرخین علامہ ابن خلدون(م ۱۴۰۶ ء / ۸۰۸ ھ) جو کہ ماہرِ عمرانیات ہی نہیں بلکہ جدید عمرانیات کے بانی جانے جاتے ہیں،ان کا خیال ہے کہ اجتماع انسانی بقا ءکے لیے ضروری ہے یعنی فرد جماعت سے الگ ہو کے نہیں رہ سکتا کیونکہ جماعت کے ساتھ اس کے احتیاجات اور مفادات جڑے ہیں۔(2)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے سماجی معاملات میں آنحضرت ﷺ کی سیرت اور طرز زندگی کو اپنائے بغیر ترقی ممکن نہیں۔اور ہم نے اس سے جملہ معاشرتی مسائل کے حل کےلئے کس طرح استفادہ حاصل کرنا ہے؟اس طرح نبی اکرم ﷺ کی سیرت کی پہلی خصوصیت دائمی ہونا ہے۔آپﷺ کی سیرت پاک کو معاشرے میں عملی جامعہ پہنانے سے تمام مسائل کا حل نکلتا ہے جوہمارے لئے باعث فخر بات ہے۔معاشرہ کے مختلف عناسر ترکیبی جیسے افراد معاشرہ ،مختلف اقوام،تشخیصی تضادات،اور اندرون و بیرون خانہ معاملات میں مکمل راہنمائی ملتی ہے۔آپ ﷺ کی حیات طیبہ ایک روشن اور کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے موجود ہے۔جس کا ہر باب ہمارے جملہ مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ ہمارے سیاسی،مذہبی ،سماجی اور عقلی جزئیات کو روز روشن کی طرح کی سے واضح کرتا ہے ،اس بات کی گواہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملتی ہے:

لَقَد کَانَ لَکُم فِیُ رَسُولَ اللہِ اُسوۃٌ حَسَنۃ۔(3)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی سیرت تمہارے لئے ایک مکمل نمونہ ہے۔

معاشرہ

دراصل معاشرہ کا مادہ عشر ہے۔اس سے مراد مل جُل کر رہنا ہے۔اسی مادے سے ''معشر'' ہے ۔ ''معشر'' اس جماعت کو کہا جاتا ہے جس کے مابین اتفاق رائے ہو جیسے ۔ ''معشرالمسلمین'' اور ''معشر المشرکین''۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ۔(4)

(اے جنوں و انسانوں کے گروہ۔)

گویا معاشرہ ایک ایسے گروہ کا نام ہے جس کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔معاشرے کا قیام کوئی حادثاتی امر نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھےانسان کی ترقی کی زندہ مثال موجود ہے۔

معاشرہ کی تعمیر کیا ہوتی ہے ؟ممکن ہے اس سوال کے کئی جوابات ہوں ۔ دراصل ہر کسی کے نزدیک سماجی تعمیر کے معنی الگ الگ ہیں تاہم بین الاقوامی سطح پر اہل دانش کے ہاں سماج کی تعمیر کامطلب مثبت اقدار ، قومی ثقافت اوراہل وطن کی مجموعی اخلاقیات ہیں ۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں سماجی تعمیر کا عمل مفقود ہو چکا ہے ۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ریاست کا جائزہ لینے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ معاشرے کی تعمیر اور اقدار کی ترویج کیلئے افراد کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے ۔

فرد اور معاشرہ کا تعمیر ملت میں کردار

افراد کے معاشرتی اعمال کا ایک دوسرے پر اثرانداز ہونا معاشرتی یا سماجی تعلق کہلاتا ہے،علاوہ ازیں جب کسی معاشرے میں دو یا دو سے زیادہ افراد باہمی طور پر ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں تو ان کے آپس کے تعلقات استواراور مضبوط ہوتے ہیں ،جس سے افراد میں پھر معاشرہ میں تفاوت پیدا ہوتی ہے۔انسان کا یہ عمل اس کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور مرتے دم تک کسی نہ کسی حالت میں قائم رہتا ہے۔انسان فطری طور پر مل جل کر رہنے پر مجبور ہے اگر اسے معاشرے سے الگ تھلگ رکھا جائے تو اس کی شخصی نشوونما نہ صرف مشکل بلکہ نا ممکن ہو جاتی ہے۔ایک فرد دوسرے افراد کے ساتھ زندگی گزارتا ہے تو قدرتی طور پر کبھی وہ دوسروں کا اثر قبول کرتا ہے اور کبھی دوسروں پر اثر انداز ہوتا ہے۔یہ اثر مثبت بھی ہو سکتا ہے یا پھر منفی بھی ہو سکتا ہے۔ہمارے معاشرے میں ہرفرد کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔جہاں وہ مخصوص مواقع پر اپنی مخصوص ذمہ داریاں پوری کرتا ہے۔معاشرے میں فرد کا ہر فعل اس کے رتبے کے متعلق ہوتا ہے۔ ہر معاشرہ اپنے افراد کو ان کی قابلیت ،عمر، جنس، اور پیشہ کے لحاظ سے ایک خاص منصب عطا کرتا ہے۔لیکن ہر حالت میں ان کے آپس کے تعلقات اورذمہ داریاں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔مثلاً جب وہ بیٹا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے والدین کی اطاعت کرے ، اور اگر ایک باپ ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تمام ضروریات کا اہتمام کرے۔اور ان کی پرورش و نگہداشت کا خاص خیال رکھے۔یعنی سب ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے تعارف کے لئے اقوام کا وجود اپنی مشیت قرار دیا ہے:

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ (5)

(اورہم نے آپ کی قومیں اور قبائل بنائے تاکہ پہچانے جاؤ۔)

انسان کی تمدنی زندگی کی ان دو کڑیوں قوم اور قبیلہ کے ذریعہ انسان کی پہچان قائم رہنا ازحد ضروری ہے۔ لیکن یہ دونوں شناختیں انسان کی تکریم اور عظمت کی بنیاد نہیں ہیں۔بلکہ معاشرتی فرد سےسے ان کا وجود ممکن ہو جاتا ہے۔

فرد کی شخصیت اور ذرائع ابلاغ

اس وقت انسانوں کی نظریات و آراء میں اتنا اختلاف ضرور ہے کہ ایک معاشرہ میں رہتے ہوئے بھی کسی کی آزادی کسی کےلئے دل آزاری بنتی ہے تو کسی کی محبت وحمایت کسی کیلئے نفرت و بغاوت۔یہ کارنامہ جدید ذرائع ابلاغ نے سرانجام دیا ہے۔ جس سے اس دورکا انسان سیکھتا ہے، رہنمائی لیتا ہے اور مصدر ومرجع کی حیثیت بھی اختیار کرگیا ہے۔ذریعۂ ابلاغ خواہ وہ اخبار ہو یا ریڈیو، ٹیلی ویژن ہویا انٹرنیٹ اس کی اہمیت اور اس کی اثر انگیزی ہردور میں مسلم رہی ہے۔ انسانی معاشرے کی بقا اور تعمیر وترقی کے لیے اِبلاغ و ترسیل اتنا ہی ضروری ہے، جتناکہ غذا اور پناہ گاہ۔انسانی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے توترسیل دو طرفہ سماجی عمل ہے اور اس دور میں بھی جب منہ سے نکلی ہوئی آواز نے الفاظ اور منقش تحریر کاجامہ زیب تن نہیں کیا تھا اور انسان اشارے کنایے،حرکات وسکنات اور لمس و شعور کی مددسے اپنی ترسیل و ابلاغ کی ضروت کی تکمیل کیا کرتاتھا، ابلاغ اور ترسیل کے وسائل انسانی معاشرے میں اہمیت کے حامل تھے، اور آج کے برق رفتار عہدمیں تو اس کی اہمیت سے انکار ممکن ہی نہیں۔آج آپ کے لیے ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا مشاہدہ کر نا اور اس پر اپنی رائے دینا اوراس کو وسیع پیمانے پر پھیلانا ممکن ہے۔ انٹرنیٹ کے وجود میں آنے کے بعد تو ساری کائنات ایک چھوٹے سے بکس میں قید ہوگئی ہے اور آپ جب اور جس وقت چاہیں اس کے ذریعے کائنات کے طول و عرض کی سیر کرسکتے ہیں۔ آج ذرائع ابلاغ کا دائرہ کافی وسیع ہوگیا ہے۔ ای میل، ٹویٹر، اسکائپ اور فیس بک کی وساطت سے اپنے خیالات کی ترسیل ممکن ہے۔ ٹیلی ویژن، اخبارات، انٹرنیٹ وغیرہ ذرائع ابلاغ کے اہم ستون ہیں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنهَا وَ مَا بَطَنَ (6)

(بے حیائی کے جتنے بھی طریقے ہیں ،ان کے پاس مت جاؤخواہ وہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ۔)

دیگر عوامل

دورجدید کے ذرائع ابلاغ کے علاوہ کچھ دیگر عوامل بھی فرد کی شخصیت پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔جیسے ماحول، والدین، مذہب، استاد،تعلیمی ادارے،علاقائی رسم و رواج،روابط اور ریاستی قوانین وغیرہ۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ ماحول اور صحبت سے بہت جلد متاثر ہو جا تاہے ۔احول اور صحبت کا ہی تو اثرہوتا ہے کہ خونخوار بھیڑئیے دوسروں کے لیے جان نثار کر نے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔اور یہ بھی ماحول کا اثر ہوتا ہے کہ ایک انتہائی نرم خُو اور محبت کرنے والا انسان تشدد پر اتر آتا ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہےکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ، وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً۔(7)

(نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔)

افرادِمعاشرہ کے تربیت طلب پہلو

انفرادی پہلو

اس میں شوہر،بیوی اور اولاد کے معاملات شامل ہیں۔گھر ایک ایسی آماجگاہ ہوتی ہے جس میں فرد سکون محسوس کرتا ہے،اور جسم کو آرام ملتا ہے۔مگر آجکل نفسا نفسی کے اس عالم میں یہ آرام و سکون کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔کیونکہ گھروں میں ایسے ایسے مسائل جنم لیتے ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ آرام و سکون غارت ہو جاتا ہے۔اس طرح سب سے پہلے ان مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں نکالنا ازحد ضروری ہے۔تاکہ اس میں خوشگوار زندگی کا ماحول پیدا ہو سکے۔ ہمارے معاشرے میں جوتربیت طلب پہلو ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔میاں بیوی کے باہمی اختلافات

2۔گھریلومعاشی مسائل

3۔تربیت اولاد کا فقدان

4۔مرد اور عورت کے انفرادی مسائل

خاندانی پہلو

فرد چونکہ پیدائش سے موت تک اپنے ساری زندگی اپنے خاندان میں گزارتا ہے ، اسی لئے اسے کئی مسائل اور نشیب و فراز سے دو چار ہونا پڑتا ہے اس میں چونکہ افراد خاندان ایک دوسرے کے راز و نیاز سے واقف ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کو فائدہ بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی کرتے ہیں۔خاندانی فسادات کی ابتداء روز ازل سے ہی چلی آ رہی ہے۔اس کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں (ہابیل اور قابیل) سے ہوئی ، جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔گویا خاندان جیسا بھی ہو ،ہر معاشرے کا جزو خاص ہوتا ہے۔خاندان ایک سر براہ کی موجودگی میں ایک چھوٹی سی ریاست ہوتا ہے۔افرادکےمرکب کوبھی خاندان کہا جاتا ہے،جس کے اجزائے ترکیبی بھی مختلف ہو سکتےہیں۔کسی بھی خاندان میں شوہر، بیوی، والدین، بہن بھائی، اولاداور دیگر عزیز و اقارب بنیادی حیثیت رکھتےہیں۔اس طرح ہرخاندان میں گوناں گوں پیچیدگیاں ومسائل بھی پائےجاتےہیں۔جومختلف نوعیت کےہوتےہیں۔مثلاً وراثتی مسائل، دینی مسائل،خانگی مسائل، معاشی و اقتصادی مسائل ہوتے ہیں۔حالانکہ ایک فردیہ جانتا ہے کہ ان مسائل سے راہ ہموار نہیں بلکہ ناہموار ہوتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سماج میں امن عامہ قائم کرنے کےلئے خاص حدود و تعزیرات قائم کیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۔(8)

(اور رشتہ دار(خدا کے حکم سے)ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔)

میں یہاں چند چیدہ چیدہ مسائل کا ذکر کروں گا، جو حسب ذیل ہیں۔

1۔افراد خاندان کا باہمی تعلق

2۔قطع رحمی کا مسئلہ

3۔وراثتی مسائل(غیر متوازن تقسیم)

4۔وٹہ سٹہ (خاندان میں پھوٹ کاسبب)

5۔قتلِ غیرت

کسی بھی معاشرے کی عائلی زندگی میں افراد خاندان کے مابین ناراضگیاں اور لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ مختلف صورتوں میں ہوتے ہیں۔کبھی وراثت کی غیر منصفانہ تقسیم پر ،تو کبھی مذہبی تعصب کی بنیاد پر ،کبھی زوجین کے مابین، تو کبھی ،غرض عرب معاشرے کے اور دور جہالت کے اثرات آج بھی ہمارے سماج میں موجود ہیں،حالانکہ ہمارے پاس قرآن پاک اور سنت نبوی ﷺ جیسی تعلیمات بھی موجود ہیں۔جن کو اپنا کر ہم ایک مسائل سے پاکیزہ معاشرہ کی تکمیل کر سکتے ہیں۔جو ہمارے خاندانی مسائل کے لئے ایک مینارہ روشنی ہے۔ان اختلافات کی کئی بنیادی وجوہ ہیں۔ مثلاً نااتفاقی،فرقہ واریت، تعلیم کی کمی ،جہالت،دولت کی حوس،مغربی رسم ورواج کی تقلید وغیرہ جیسے مسائل سے خاندانی معاشرت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ان مسائل کا دوسرا پہلو میاں بیوی کے آپس کے لڑائی جھگڑے،

بہن بھائی کے درمیان ناراضگی دیگر رشتہ داروں کے منفی خیالات جیسے اسباب مضمر ہیں۔تو ان تمام منفی پہلوؤں میں سیرت نبویﷺ کا مطالعہ ہمارے لئے راہ نجات ہے۔جس میں کمال درجہ کی شورائی بصیرت سے بآسانی حل نکالا جا سکتا ہے۔حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ بات کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رہے۔ اس طرح کہ دونوں ملیں،اور ا یک ادھر منہ پھیر لے اور دوسرا اُدھر منہ پھیر لے۔سنو! ان دونوں میں اچھا وہ ہے،جو پہلے سلام کرے"۔(9)

ہمارا مذہب اسلام ان تمام منفی پہلوؤں کی اجازت ہرگز نہیں دیتا ہے،جس سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو ۔نبی اکرم ﷺ نے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ تعلق جوڑنے کا حکم دیا اور ہر حال میں ان کا خیال رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُدْخِلُ الْجَنَۃ قَاطِعٌ۔ (10)

(قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ کیا جائے گا۔)

معاشرتی پہلو

1۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات2۔رویوں میں شِدّت پسندی کافروغ3۔شرح خواندگی میں کمی4۔ غُربت 5۔ بے روزگای

1۔سوشل میڈیا کے منفی اثرات:

سوشل میڈیا بہت سےذرائع ابلاغ کا نام ہےجس میں ٹی وی،فیس بُک،واٹس ایپ،ٹویٹر،پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا،انٹرنیٹ،اور موبائل فون کے علاوہ آئے روز نت نئی ایپس متعارف ہو رہی ہیں۔ہمارے اسلامی سماج پر اس کے مثبت اور منفی روّیے بھی فروغ پا رہے ہیں ۔ بلا شبہ آج کے دور میں انٹر نیٹ تعمیری ،تعلیمی اور تفریحی مقاصد سمیت زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہےاور ہمارے ہاں سوشل میڈیا کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے ۔ ہمارے اس معاشرت پر ان کے منفی پہلوؤں کی روک تھام کرنا وقت کی ضرورت ہے وگرنہ نوجوان نسل کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتاکہ ہمارا معاشرہ عدم توازن کا شکار نہ ہواور اسلامی عقائد و نظریات کے مطابق قائم و دائم اور پھلتا پھولتا رہے۔آج کل جہاں سوشل میڈیا بہت ترقی کر رہا ہے وہاں اس کے مضر اثرات بھی معاشرے پر گہرے ثبت ہو رہے ہیں۔

موبائل فون کا بے دریغ استعمال:

یہ ڈیوائس سوشل میڈیا کا ایک اہم حصّہ ہے جو آجکل ہر گھر کی ضرورت ہے مگر اس کو اگر صرف مثبت سرگرمیوں میں استعمال کیا جائے تو۔اس کا منفی استعمال ہماری نوجوان نسل(بالغ لڑکیاں و لڑکے)

کو تباہ وبرباد کر رہا ہے،وہ اس میں سارا دن گزار دیتے ہیں اور فحش ویڈیوز ،تصاویر اور دیگر خلافِ سماج خاکے دیکھتے ہیں جس سے ہمار اسماج کی عزت خطرے میں ہے۔اور جنسی اشتعال اور خانگی مسائل بھی بڑھتے ہیں۔سکول و کالج کے طالب علم اس کو جس انہماک سے دیکھتے ہیں یقیناً ان کا تعلیمی حرج ضرور ہوگااور جرائم میں اضافے کا سبب بھی ہے۔

سماج پر منفی اثرات:

- سوشل میڈیا کے منفی نقصانات سے طالب علموں کا بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے۔
- جعلی اکاؤنٹس اور دہشت گردی والے لوگوں میں خوف وہراس پھیلا دیتے ہیں،اور اس طرح لوگوں کو گمراہ بھی کرتے ہیں۔
- فحاشی کا فروغ، بے حیائی کا کھلے عام اظہار ،نا شائستہ اور بے ہودہ زبان کا استعمال کیا جاتا ہے۔
- سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال کی وجہ سے لوگ اپنے والدین ،بہن، بھائیوں، اور رشتہ داروں کو وقت نہیں دے پاتے ہیں۔
- کچھ محققین بے چینی،اور بے صبری سے انٹرنیٹ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں ،جس سے اُن میں تحقیق کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔
- اکثر بچے مغربی انداز کی فلمیں دیکھ کر والدین کی نافرمانی پر اُتر آتے ہیں اور بے ادب بن جاتے ہیں۔
- انٹرنیٹ کے بے جا استعمال سے نوجوان طبقہ معاشرتی اور سماجی تعلقات کے فقدان کا شکار ہو رہا ہےاور سماجی تعلقات بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔
- موبائل فون کے استعمال سے سماجی جرائم جیسے چوری،قتل وغارت، فحاشی، دہشت گردی ،بالغ لڑکیوں کا گھر سے بھاگنا،مذہب سے دوری جیسے گھناؤنے واقعات بڑھ رہے ہیں۔

2۔روّیوں میں شدت پسندی کا فروغ:

کسی بھی معاشرے میں خاندان کے اندر جب باہمی اختلافات بڑھتے ہیں تو خاندانی انتشار بھی پھیلتا ہے، جو ایک معاشرتی منفی سرگرمی ہوتی ہے۔اسی طرح سماجی تبدیلیوں میں نفی روّیوں میں بھی شدت بڑھتی جا رہی ہے ،جس سے سماجی روّیوں میں واضح تبدیلی کا سبب ہمارے سماجی روّیے جیسے بے تعلقی، بداخلاقی، بدیانتی،اور دیگر کئی برائیاں جھوٹ، خاندانی خلش، والدین کی نافرمانی،اور بے حیائی جیسے ممنوعہ افعال فروغ پا رہے ہیں۔خواتین کے ساتھ تشّدد اور وراثتی حق تلفی جیسے واقعات خاندانی اور معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔

لا تعلقی :

بعض افراد خاندان کے اندر ہر قسم کے واقعات سے بے تعلق ہوتے ہیں،اور ان کو کسی قسم کے حالات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ خاندان کے اندر خطرناک صورت اختیار کر لیتا جیسے خاندانی لڑائی جھگڑا ،گھریلو مسائل وغیرہ تو ایسے افراد عدیم الفرصتی کی وجہ سے سماجی مسئلے میں دل چستی کا اظہار نہیں کرتے اور اس بے تعلقی کی وجہ سے جب مصیبت ان کے سر پر آ جا تی ہے تو ان کو ہوش آتا ہے۔افراد کے ایسے منفی روّیوں کی وجہ سے ہی باہمی فسادات بھی جنم لیتے ہیں ،جو ایک منفی پہلو ہے۔

زود حسی اور شدت جذبات:

بعض لوگوں میں دوسروں کے لیے احساس نہیں ہوتا ہے،وہ جو بھی کام یا فیصلہ کرتے ہیں تو جذباتی بن کر کرتے ہیں ایسی صورت میں جب وہ خود مسائل سے دوچار ہوتے ہیں تو بے حد فکر منداور پریشان ہوتے ہیں اور شدت جذبات سے مغلوب ہو کر معاشرتی مسائل حل کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ اپنا بھی نقصان کرتے ہیں اور اپنے عزیز و اقارب کا بھی۔

3۔شرح خواندگی میں کمی:

ہمارے سماج کے لئے یہ آج کل کا خطرناک مسئلہ ہے ،جو ہمارے سماجی روّیوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔اوروہ دن زیادہ دور نہیں جب یہ مسئلہ کئی اور مسائل جیسے غربت، بے روزگاری جیسے اور بھی کئی مسائل کا سبب بن سکتا ہے،اوریہ دیگر مسائل پر بڑی تیزی سے اثر انداز ہوتاہے۔قوموں کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہوتا ہے۔ ہماری حکومت شرح خواندگی کو بڑھانے کے لئے تعلیمی اصلاحات کر رہی ہے مگر کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے ہیں جس سے سماجی مصائب ومسائل بڑھ سکتے ہیں۔ہر سال ملکی بجٹ کا ایک خاص حصّہ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے۔اس کے کئی اسباب بھی ہیں جو اس مسئلہ کی نشوونما کو روک رہے ہیں ،جیسے آبادی میں اضافہ،غربت،چائلڈ لیبر وغیرہ اس میں شامل ہیں۔جو سماجی سلامتی کے لئے ایک خطرہ ہے۔مذکورہ مسائل کی وجہ سے اکثر والدین اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کر سکتے،حالانکہ حکومتی سطح پر کافی اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں،نئے سکولز،کالجز،یونیورسٹیز بھی بن رہی ہیں مگر صورتحال جوں کی توں ہے۔ان تمام مسائل میں سب سے بڑی رکاوٹ لوگوں میں تعلیم میں عدم دلچسپی،جدید علوم و فنون کا فقدان ،ان کے بغیر خواندگی میں اضافہ ممکن نہیں ہے، جو ایک معاشرتی المیہ ہے۔

عربوں میں بھی دور جہلیت میں تعلیمی قوانین بالکل نہیں تھے،لڑنا جھگڑنا ،خون خرابہ،بت پرستی کا رواج تھا۔خواتین کی بے حرمتی عام تھی۔مگر آقا نامدار مدینہ ﷺ نے مذکورہ مسائل کو حل کیا،تعلیم عام

کی۔ آپﷺ کی کوششوں سے شرح خواندگی بڑھنے لگی۔ہجرت کے بعد جب آپﷺ مدینہ پہنچے تو وہاں پر تعلیمی مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا،تمام گھروں میں بچوں کو اور والدین کو تعلیم کی ترغیب دی تاکہ شرح خواندگی بڑھے اور لوگوں میں تعلیم کا شعور بیدار ہو۔ عورت مرد کے لئے تعلیم لازمی کر دی گئی۔آپﷺ نے فرمایا:

طلب العلم فریضۃٌ علی کل مسلم۔(11)

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے)

4۔غُربت:

ہمارے دیگر مسائل کی طرح غربت بھی ہمارے سماج کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ غُربت کی وجہ سے گھر میں موجود افراد میں اختلافات بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا شکار مر د و خواتین تو ہیں ہی مگر سب سے بڑا مسئلہ بچوں سے مزدوری کروانا ہے۔جسے چائلڈ لیبر کہا جاتا ہے۔ غربت کی وجہ سے لوگ خود کشی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔اس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ غیر منظم ہوتا جا رہا ہے۔

معاشرتی تبدیلیاں:

غربت کی وجہ سے کئی معاشرتی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔جو معاشرتی ترقی کی راہ میں رُکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔ کیونکہ غریب لوگوں کے پاس ذرائع آمدن بہت کم ہوتے ہیں،اور اس کے مقابلے میں امیر لوگوں کے پاس پیسہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ جو چاہے خرید سکتا ہے۔اور غریب منہ دیکھتا رہ جاتا ہے یا پھر وہ ناجائز ذرائع سے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکال کر ہی دم لیتا ہے۔مثلاً آج کے اس فیشن پرستی کے دور میں ،جہاں آئے دن نئی نئی ٹیکنالوجیز مارکیٹ میں آرہی ہیں ،جیسے موبائل فون کے ماڈلز،ٹی وی،فریج وغیرہ جو اُونچے طبقے کے لوگ ہیں وہ تو آسانی سے اِن اشیاء کو خرید سکتے ہیں،مگر غریب ان کو دیکھ کر ترستا رہتا ہےجس سے کئی منفی اسباب پیدا ہوتے ہیں۔

اسباب :

سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک ، ترقی پذیر ممالک کی اشیاء خریدتے نہیں جس کی وجہ سے ان کی معاشی حالت مزید خراب ہو جاتی ہے۔دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ فیشن پرستی اور دیکھا دکھائی عام ہے ،باالخصوص خواتین میں اور مردوں میں بھی اس کا ناسور بڑھتا جا رہا ہے۔آمدنی کے ذرائع کم ہوتے ہیں اور معیار زندگی کو بہتر بناتے بناتے طلب بڑھتی چلی جاتی ہے ۔نوبت فاقوں تک آ جاتی ہے۔اور گھر میں غربت کا پہرہ بیٹھ جاتا ہے۔تیسرا بڑاسبب مہنگائی ہے جس سے لوگ بیزار ہوتے ہیں۔جب لوگوں کے پاس وسائل کم ہوتے ہیں اور شرح مہنگائی روزبروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔اور لوگونکی

زندگیاں خط غربت سے بھی نیچے گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ فیشن پرستی اور فضول خرچی بھی اس کا بڑا سبب ہے۔

اثرات:

1۔چائلڈ لیبر

2۔خواتین میں کرپشن کے رحجانات

3۔جرائم(چوری، منشیات کا استعمال، کرپشن)

4۔حصول رزق کے نا جائز ذرائع(ذخیرہ اندوزی،سودی کاروبار)

5۔خوُدکشی

4۔بےروزگاری:

دیگر مسائل کی طرح بےروزگاری بھی ایک معاشی،سیاسی اورسماجی مسئلہ ہے۔اس کی وجہ سے غربت اور جہالت بڑھتی ہے،اور ناجائز آمدن میں اضافہ ہوتاہے۔

بے روزگاری میں اضافہ کی وجوہات:

- بے تحاشہ آبادی میں اضافہ۔
- روزگار کے مواقع نہ ہونا۔
- مشترکہ خاندانی نظام۔
- تعلیم میں کمی
- صنعتی زوال۔
- معاشی بحران

فرد کےلیےسیرت سے راہنمائی کی ضرورت

سیرت کا مفہوم

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے اور اس سے فعل **سَارَ سَیْراً وَسْیَاراً و مَسِیْرً و مَسِیْرَۃٌ و سَیْرُوْرَۃَ)** باب ضرب یضرب (مستعمل ہے۔ اس کے معنی ہیں جانا، چلنا، سفر کرنا، عمل کرنا، مشہور ہونا۔ السیرۃ،سارکا اسم ہے جس کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے مثال کے طور پر طور طر یقہ، چال، طرز زندگی، عادت ہیئت۔(12)

علامہ جاراللہ زمخشری اساس البلاغتہ میں وضاحت کرتے ہیں :

السیرۃ سار الوالی فی الرعیۃ سیرۃ حسنۃ۔(13)

بادشاہ اپنی رعایا میں اچھے کردار اور چال چلن کے ساتھ مشہور ہوا۔

شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہؒ کے مطابق:

آنچہ متعلق بوجود پیغمبر ما ﷺ و صحابہ کرام و آں عظام است واز ابتدائے تولد آنجناب تاغایت وفات آں را سیرت گویند۔(14)

جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ اورحضرات صحابہؓ کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو ، جس میں آنحضرتﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہوں ،وہ سیرت ہے۔

اس لئے آج کے دور میں مسلمان کےلئے ضروری ٹھہرا کہ وہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ کے بعداس پر عمل پیرا ہو۔آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ معاشرتی معاملات کے بگاڑ میں باعث نجات بھی ہے اور تکمیل ایمان کا سبب بھی۔ایک عام آدمی سیرت طیبہ کا مطالعہ اس لئے کرے گا کہ اسے پتہ چلے کہ انسان کیا ہے؟اس کا مقصد تخلیق کیا ہے ؟اور معاشرتی معاملات و فسادات سے کس طرح نمردآزما ہونا ہے؟جب اس نہج پر ایک عام آدمی مطالعہ کرے گا تو یقیناً اس کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب آئے گاپھر وہ بے مقصد زندگی کو بامقصد بنائے گا۔اس طرح ایک ناجائز ذرائع سےمال و دولت کمانے والاکا مقصد وہ نہ رہے گا بلکہ اس کے اندر انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا ہوگا۔وہ زندگی کا ایک ایسا راستہ منتخب کرے گا جو اس کےلئے فلاح و راہنمائی کا راستہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَن یُطِعِ اللہَ وَرَسُولَہُ فَقَدفَازَفُوزًاعظِیماً۔(15)

ترجمہ:جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے وہ بہت کامیاب ہوا۔

ایک سیاست دان جب آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا تو یقیناً اسے ریاست اور باشندگان ریاست کے حقوق اور ان قواعد و ضوابط کا پتہ چلے گا جن پر ریاست کی فلاح و بہبود کا انحصار ہوتا ہے۔سپہ سالار اور مجاہد جب آپﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا تو ان کو اس بات کا سبق ملے گا کہ عزم و استقلال کی پختگی بڑے سے بڑے اور طاقتور دشمن کے سامنے ایک آہنی دیوار ثابت ہو سکتی ہے۔عرب کی تاریخ میں آپﷺ نے خندق کھود کر جنگ لڑی۔ آپﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے ایک فاتح کو بھی سبق ملتا ہے کہ جب وہ دشمن پر غالب آ جائے تو مغلوب دشمن کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ایک تاجر یا دکاندار کو آپ ﷺ کی سیرت پاک کے مطالعہ سے یہ درس ملے گا کہ تجارت نہ صرف حصول روزگار کا ذریعہ ہے بلکہ دین و دنیا کی کامیابی اور بھلائی کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔پھر نہ تو وہ ملاوٹ کرے گا ،نہ ناپ تول میں کمی کرے گا ،نہ ذخیرہ اندوزی کرے گا، اور نہ سود خوری کرے گا۔غرض ہمارے معاشرہ میں جو بھی آپﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا وہ کامیاب زندگی گزارے گا۔

فرد کی تربیت اور سیرت النبیﷺ

سیرت النبیﷺ ایک مکمل نظام تربیت ہےاور یہ نظام اس لحاظ سےبالکل منفرد اور حد درجہ ممتاز ہے کہ اس کے جملہ ذرائع اور تمام مقاصدایک فکر اور ایک نظر سے پوری طرح مربوط اور ہیں۔اور یہ نظام

تربیت اس قدرمکمل، جامع اورہمہ گیر ہے کہ ایک فرد کی زندگی کا کوئی پہلو اور کوئی گوشہ اس کی راہنمائی سے خارج نہیں ہے۔

حضوراکرمﷺ بطور حکمران

رسول اللہﷺ نے عنان سلطنت کو ہاتھ میں لیتے ہی جو کام کئے وہ کوئی حکمران بھی نہ کر سکا تھا۔ جونہی آپ ﷺ نے حکومت سنبھالی تو جزیرۃ العرب کی کایا پلٹ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے عرب میں ایک ایسا وسیع انقلاب آیا کہ دنیا چونک اُٹھی۔آپ ﷺ نے تھوڑے ہی عرصہ میں عرب کی تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دیا۔ظلمت کا خاتمہ کیا۔جہاں انسانی خو کی کوئی قدر نہ تھی، وہاں چرند و پرند کی بھی حفاظت فرض ہو گئی۔غلاموں کو اور عورت کو ان کے حقوق سے نوازا۔ آپﷺ نے سود خوری،رشوت، زناء،بت پرستی، عورت کی تذلیل،اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینے جیسے گھنونے امور کا خاتمہ کیا۔

آپ ﷺ کا نظام شورائیت

جدید علم سیاست میں اسے مقننہ یا قانون ساز ادارہ کہا جاتا ہے۔اسلام میں مجلس شوریٰ صرف اسلامی قوانین اور متعلقہ مسائل و معاملات کے لئے قانون وضع کرنے کی مجاز ہوگی۔آپﷺ کے دور مبارک میں شوریٰ کی کئی ذیلی کمیٹیاں بنائی گئیں۔جو قانون سازی کا کام کرتیٔ تھیں۔آپﷺ نے شوریٰ کا جو نظام متعارف کروایا، اس کی نذیر دنیا میں نہیں ملتی،رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست میں) مجلس شوری (کی کئی ذیلی کمیٹیاں تشکیل دیں،اور اس میں صحابہ کرامؓ بھی شامل ہوتے تھے۔جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتاتو نبی اکرمﷺ ان سے مشورہ ضرور فرماتے۔جنگی معاملات ہوتے یا سماجی امور آپﷺ صحابہ کرامؓ سےمشاورت کےبعد اس کو عملی جامعہ پہناتے۔آپﷺ خود بھی شورائی عوامل کو ترجیح دیتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی تبلیغ فرماتے۔مسلمانوں کے تمام اہم فیصلے،مہم،معاملات، اور اجتماعی امور باہمی شوریٰ، بحث و مباحثہ اور مبادلہ آراء قرآن حکیم کے احکامات کے مطابق ہی سر انجام پاتے ہیں۔شوریٰ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آنحضورﷺ بطور تاجر

جب نبیﷺ جوان ہوئے توآپﷺ کا خیال بھی تجارت کی طرف مائل ہوا، آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے گئے۔(16)

آپﷺ نے منصب نبوت پر فائز ہ ہونے کے بعد بھی تجارت کا خیال دل سے نہ نکالا۔آپﷺ اکثر تاجروں کے ساتھ اپنا حصہ مقرر کر لیتے تھے۔اپنے دوستوں کو تجارت کی طرف راغب کرتے تھے۔تجارت

کے اصول بتاتے،چنانچہ جو بھی شخص آپﷺ کے تجارت کی غرض سے زیادہ قریب ہوتا اس کو زیادہ فائدہ ہوتا۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہدا.(17)

. (وہ تاجر جو سچ بولےاور امین ہو،وہ نبیوں صدیقوں اورشہیدوں کےساتھ ہوگا۔)

آپﷺ ایک مثالی باپ

رسول اللہﷺ کو اپنی بچوں سے بہت عقیدت و محبت تھی کہ دُنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔آپﷺ کی محبت کا معیار ہی بہت شان والا اور افضل ترین تھااور تربیت کے اسلوب و مناہج بھی جداگانہ تھے۔جو کائنات کے باپوں کے لئے ایک حقیقی مثال ہے۔بطور ایک مثالی والد آپﷺ نے فرمایا:

انمانا لَکمْ مثل الوالد۔(18)

(میں آپ کےلئے والد کی مانند ہوں۔)

مگر ہمارا معیار محبت اور تربیت بہت پست ہےجو مادیت پرستی پر مبنی ہے۔اس کے باوجود اولاد سے اتنی محبت خدا کی محبت پر غالب نہ تھی۔حضرت فاطمہ الزہرہ سے آپﷺ کو بہت محبت تھی۔جب نبی اکرمﷺ کسی سفر پر جاتے حضرت فاطمہ سے مل کر جاتے اور جب واپس آتے تو پہلے اُن سے ملتے تھے۔حضرت فاطمہ کی ہر چیز آپﷺسے مشابہت رکھتی تھی۔ حضرت فاطمہ آپﷺ کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔

آنحضورﷺ بطور طبیب

نبی اکرم ﷺ بہت بڑے طبیب/ڈاکٹر بھی تھے ۔آپﷺ نے علم طب کی بنیاد رکھی ۔آپﷺ نے کھانے پینے کے بارے میں خاص احتیاط سے کام لینے کے بارے میں ہدایت فرمائی۔اور بتایا کہ جب آپ کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو دستر خوان کے قریب نہ جایا جائے۔سادہ خوراک اور عام غذائیں صبر اور تحمل کا مظاہرہ ہی کامیاب صحت کی ضامن ہیں۔خوب سیر ہو کر نہ کھایا جائے۔آپﷺ کے ایسے طبی مشورے اور نصائح انسانی صحت کا راز ہیں۔قوت بینائی کو بحال رکھنے کے لئے آپﷺ نے ہمیشہ سرمہ استعمال کرنے کی نصیحت کی۔حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا:

" علیکم بالا ثمد فانہ یجلو البصر و ینبت الشعر "۔ (19)

(سُرمہ ضرور ڈالا کرو یہ نظر کو تیز کرتا ہے۔اور پلکیں بھی اُگاتا ہے)

بخار کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"قَالَ ،آنحضرتﷺ اَلحُمَّی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفَؤُهَا بِالْمَاءِ"۔(20)

(آنحضورﷺ نے فرمایا:بخار دوزخ کی بھاپ ہے اسے پانی سے بجھاؤ)۔

جانوروں کے ساتھ حُسن سلوک:

نبی اکرم ﷺ انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔آپﷺ بکریاں بھی چراتے تھے ،دیگر جانور بھی پال رکھے تھے۔مگر سب کے حقوق کی پوری بجا آوری کرتے تھے۔یہی نہیں باقی جانور چرند وپرند کا بھی خیال رکھتے تھے۔آپﷺ نے فرمایا:

"فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ حَرَّاءَ اَجْرٌ"۔(21)

(ہر زندہ جگر والی شے(سے نیک سلوک کرنے)میں ثواب ہے)

آپﷺبطورمعلم

جب آپؐ ہجرت کرکے مدینہ پہنچے تو سب سے پہلے مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔اور اس کے اندر ایک تعلیمی درسگاہ کی بنیاد رکھی ۔ اس تعلیمی مرکز کا نام "صُفّہ " رکھا۔ صفہ عربی زبان میں چبوترے کو کہا جاتا ہے۔اسی مناسبت سے اس کا نام صفہ رکھا گیا۔یہ ایک اقامتی درسگاہ تھی۔جس میں ہر چھوٹا بڑا ، مسلم و غیر مسلم تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔اس میں حضرت عبادہ بن الصامت بھی معلمی کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔(22)

اس درسگاہ میں جو تعلیم دی جاتی تھی ، اس کا مرکز و محور قرآن مجید ہوتا تھا۔آپؐ نے نظری اور کتابی تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی اور تفریحی تعلیم کا بھی بندوبست کیا۔ اس طرح نبی ﷺ نے جدید طریقہ ہائے تدریس اور تعلیمی تصورات کے مطابق ذہنی اور جسمانی تعلیم پر بھی زور دیا۔

خواتین کے لئے تعلیم کا انتظام و انصرام

عورت انسانی زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ ہے ۔آپﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔اُسے تعلیم دینے کا کوئی رواج نہ تھا۔آپﷺ نے عورت کی تعلیم کو مرد کی تعلیم کے ساتھ ساتھ لازمی حصہ بنا دِیا۔نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی عمومی تعلیم کے ساتھ ساتھ اُن سورتوں کی تعلیم کو بھی لازمی قرار دیا،جن میں خواتین کے احکامات ہیں۔علاوہ ازیں ، آپﷺ کی ازواج مطہرات عورتوں کی تعلیم کا ایک اہم ذریعہ بن گئیں۔ خاص طور پر حضرت عائشہ نے عورتوں کی تعلیم کا بندوبست کیا۔آپﷺ نے مردوں کے برابر عورتوں کو بھی تعلیم کے حقوق دیے۔آپﷺ نےجہاں مردوں کوتعلیم کا انتظام کیا وہاں عورتوں کے لئے بھی ایک خاص دِن مقرر کیا جس میں اُن کو تعلیم دی جاتی تھی:

قَالت النّساء لِلّنبیّﷺ غلبنا علیک الرّجال، فا جعل لنا یوماً من نفسک فوعدھنّ یوماً لقیھنّ فیہ فو عظھنّ واَمَر ھنّ۔(23)

(عورتوں نے رسول اللہﷺ سے کہا کہ مرد اجر کے لحاظ سے ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں،اس لئے آپؐ اپنی طرف سے ہماری تعلیم کے لئے کوئی خاص دن مقرر فرما دیں تو آپؐ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرما لیا۔اس دن آپؐ نے عورتوں سے ملاقات کی اور اُنہیں وعظ فرمایا اور (مناسب) احکام سنائے۔)

تمام گھروں میں بچوں کو اور والدین کو تعلیم کی ترغیب دی تاکہ شرح خواندگی بڑھے اور لوگوں میں تعلیم کا شعور بیدار ہو۔ عورت مرد کے لئے تعلیم لازمی کر دی گئی۔آپﷺ نے فرمایا:

طلب العلم فریضۃٌ علی کل مسلم۔(24)

ترجمہ :علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

خلاصہ

سیرت النبی ﷺ کے لغوی و اصطلاحی مفہوم کو مختلف لغات (المنجد،القاموس وغیرہ) تفاسیر ،فقہا ء ،علمائے حدیث کی کتب ، سیرت نگاروں کے علمی ونظریاتی افکار کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔دور جدید میں بڑھتے ہوئے ریاستی و بین الاقوامی ، بالخصوص ہمارے مسلم سماج کے مسائل کی سیرت النبی ﷺ کی ضرورت و اہمیت اور مطالعہ سیرت کی خصوصیات کو اُجاگر کیا گیا ہے۔خاص طور پر عصر حاضر کے مسائل اور سماجی ضروریات کے پیش نظر گفتگو کی گئی ہے کیونکہ ایک ایسا شخص جس پر چودہ سو سال کا طویل زمانہ گزر گیا نئے دور کےلئے کیا اہمیت رکھتا ہے۔اور دور جدید میں اس کی پاک زندگی سے کیا حاصل ہو سکتا ہے ،اس حوالے سے آ پﷺ کی سیرت بڑی اہمیت کی حامل ہے ،جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

سیرت پاک کی جملہ خصوصیات کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدکَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ قرآن پاک کے اس حکم کے مطابق ہمیں تمام معاشرتی اُلجھنوں ، مسائل اور پریشانیوں کا حل ملتا ہے۔ ہمارے معاشرے کے اہم اہم مسائل (خانگی ، خاندانی، اور مشترکہ معاشرتی مسائل)جیسے میاں بیوی کے آپس کے لڑائی جھگڑے ،گھر کے مسائل،اولاد کی تر بیت کا فقدان،جیسے مسائل پر مشتمل ہیں۔میں نے یہاں ان مسائل کی نشاندہی کی ہے اور ان کا حل سیرت النبیﷺکےمطابق پیش کیا ہے۔جو اکثر ہمارے معاشرےکے لئے خطرناک اور بھیانک نتائج کے حامل ہو سکتے ہیں۔ایک دوسرے پر ان کے شرعی حقوق و فرائض جن سے وہ غافل ہیں۔ہمارے معاشرے پر مغربی میڈیا اور فیشن کے اثرات۔ خانگی مسائل کے اہم اسباب میں لو میرج،وٹہ سٹہ،کم شرح خواندگی،معاشی تنگ دستی،بے روزگاری،غربت جیسے مسائل گھریلو امن و سکون اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

حوالہ جات

1- الانبیاء (21)89-

2- ابن خلدون، علامہ عبدالرحمٰن ،مقدمہ ابنِ خلدون، ص:33، ج:1-

3-الاحزاب:(33)71-

4- الرحمٰن(55)33-

5-الحجرات(49)12-

6-الانعام(6)151-

7-بخاری، الجامع الصحیح ،رقم الحدیث :5534-

8-الاحزاب (33)6-

9-بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح(الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع،1999ء) ص:1060،رقم الحدیث:6077-

10-بخاری،الجامع الصحیح،402،رقم الحدیث:563-

11-ابن ماجہ ،السنن،ص:42،رقم الحدیث:224-

12-بلیاوی ، عبدالحفیظ، مصباح اللغات،(خزینۂ علم و ادب،لاہور) ص :384-

13-الزمخشری ،محمود بن عمر ، اساس البلاغۃ، تحقیق : الاستاذ عبدالرحیم محمود, ص :226-

14-محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز ، العجا لہ النافعہ ،مترجم و شارح : ڈاکٹر عبدالحکیم چشتی ،1994ص :48-

15-الاحزاب:(33)71-

16-مبارک پوری،صفی الرحمٰن،الرحیق المختوم (المکتبہ السلفیہ،لاہور) ص: 107-

17-الخطیب التبریزی، مشکوٰۃالمصابیح، (نورمحمد کتب خانہ ،کراچی) 2 /2796-

18-احمد بن حنبل،المسند(دارالفکر قاہرہ)222/2-

19-ابن ماجہ،السنن،ص:503،حدیث نمبر: 3495-

20- بخاری، الجامع الصحیح، ص:322،رقم الحدیث:419-

21-جابر الجزائری،ابو بکر،منہاج المسلم(مکتبہ دارالسلام لاہور1997 ء)ص:198-

22-الاصفہانی،ابن نعیم احمد بن عبداللہ، الحافظ،حلیۃ الاولیاء،ص: 342-

23-بخاری،محمدبن اسمٰعیل،الجامع الصحیح ،ص:32حدیث:101-

24- ابن ماجہ،محمد بن یزید،السنن(مکتبہ دارالسلام الریاض ،الطبعۃ الاولیٰ1999ء)ص:42رقم الحدیث:224-

Biblography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e- Madaras and Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of "Seerat" in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230-51

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam in the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver", Global *Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):106- 135.

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly magazine "Burhan-i-Dehli" on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.

Saima Rashid, Soubia Khan, Awan, Abdul Ghafoor (2018). Great saints of Multan and history of their shrines and their social importance, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):223- 245.